

سر پہ چڑھنا تجھے پھپھتا ہے پر اے طرفِ کلاہ !

مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے تیرا لمبر سہرا

ناؤ بھر کر ہی پروٹے گئے ہوں گے موتی

ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا

سات دریا کے فراہم کیے ہونگے موتی

تب بنا ہو گا اس انداز کا گز بھر سہرا

رُخ پہ دولہا کے جو گرمی سے پسینہ پٹکا

ہے رگ ابر گہر بار بار سہرا سہرا

یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے

رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا

جی میں اترا ایش نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز

چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقررہ سہرا

جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے

گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا

رنج روشن کی دمک گوہر غلطاں کی چمک

کے

کے بطن
سے نکلا۔

..... کی

شادی کے

موقع پر

یہ سہرا

خود بیگم

کی فرمائش

پر لکھا گیا

نکلا۔ مولانا

عرشی نے

دیوانِ غائب

کے ساتھ

جو حواشی

شائع کیے

ہیں، ان

سے معلوم

ہوا کہ یہ

سہرا

۲۸ مارچ

۱۸۵۲ء

کے دہلی

اردو اخبار